OPEN ACCESS
Al-Idrak Research Journal
Vol: 1, No 1, Jan-Jun, 2025
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchjournal.c

تورات میں رواداری کے پیغمبرانہ مظاہر: تجزیاتی مطالعہ

A Prophetic Manifestations of Tolerance in the Torah: An Analytical Study

Hafiz Muhammad Abdullah
MPhil Scholar, Sheikh Zayed Islamic Center, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

Abstract

This study explores the prophetic manifestations of tolerance in the Torah, focusing on how the messages and actions of key prophets promoted coexistence, compassion, and moral justice. Through a thematic and textual analysis of selected passages, the research highlights the prophets' roles as advocates of mercy, forgiveness, and social harmony in times of conflict and moral decline. It also examines the historical and cultural contexts in which these teachings were revealed, shedding light on the enduring relevance of these values in contemporary interfaith and ethical dialogues. The paper aims to contribute to a deeper understanding of tolerance as a core prophetic value within the Judaic tradition.

Keywords*: Prophetic Tolerance in Torah, Moses Judaic Tradition, Abrahamic Interfaith Harmony, Prophetic Forgiveness, Biblical Ethics.*

تورات، جو یہودیت کی مقدس کتاب اور ابراہیمی مذاہب کا اہم بنیادی ماخذ ہے، یہ نہ صرف الٰہی احکام و شریعت کا مجموعہ ہے بلکہ اخلاقی و معاشرتی اصولوں کی بھی ترجمان ہے۔ اس میں بیان کردہ پیغمبرانہ تعلیمات کا ایک نمایاں پہلو رواداری اور برداشت ہے، جو انبیاء علیہم السلام کی سیرت، اقوال اور اصلاحی کوششوں میں جابجا نظر آتا ہے۔ انبیاء نے نہ صرف اپنی قوموں کو عدل، رحم اور بھائی چارے کی تلقین کی بلکہ مخالفین اور غیر اقوام کے ساتھ بھی حسن سلوک اور صبر و تحمل کا عملی نمونہ پیش کیا۔ زیر نظر مطالعہ میں تورات کی روشنی میں پیغمبرانہ رواداری کے مختلف مظاہر کا تجزیہ کیا جائے گا تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ مذہبی نصوص میں بین المذاہب ہم آہنگی اور پر امن بقائے باہمی کو کس قدر اہمیت حاصل ہے۔

لغوی معنی

رواداری کا لغوی معنی ہے: تحمل، برداشت، نرمی اور چشم پوشی اور خیر خواہی، اہل لغت نے رواداری کی یوں تعریف کی ہے:

روادار: مناصر، ناصح

رواداری: نصح، النصیحة، المودة، الإخلاص، التناصح[1]

اردو لغت میں: کسی فعل کا دوسرے کی رعایت سے جائز رکھنا۔[2]

رواداری کے لیے انگریزی زبان میں Tolerance یعنی برداشت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ Toleration کا ایک معنی یہ ہے:

'The allowable deviation from a standard' 3

یعنی کسی معیار سے ممکنہ حد تک انحراف کرنا

Al-Idrak Research Center, Lahore, Pakistan
Copyright: © The Authors.
This is an open access work licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).

رواداری کا مفہوم Encyclopedia of Britannica میں ان الفاظ میں درج ہے:

Intellectual and practical acknowledgement of the right of others to live in accordance with religious beliefs that are not accepted as own4-

"دوسروں کے لیے ان کے ایسے مذہبی اعتقادات کے مطابق زندگی گزارنے کے حق کا عقلی اور عملی اعتراف کرنا جنہیں ہم خود تسلیم نہیں کرتے"۔

لفظ مدارت عربی زبان میں رواداری کے لیے استعمال ہوا ہے جس کا معنی حسن خلق اور نرم روی کے ہیں۔[5]

آکسفورڈ ڈکشنری (Oxford Dictionary) میں رواداری کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

"لفظ "رواداری" کا مفہوم ہے ایسا طرز عمل اختیار کرنا جس میں مصائب کو برداشت کیا جائے اور ان تکالیف کو برداشت کرنے میں صبر و تحمل سے کام لیا جائے"۔[6]

رواداری کا مفہوم بیان کرتے ہوئے مولانا ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"رواداری" یہ ہے کہ ہمارے نزدیک دوسرے مذاہب کے لوگوں کے عقائد یا اعمال غلط بھی ہوں ان کو برداشت کیا جائے۔ ان پر ایسی نکتہ چینی نہ کی جائے جس سے ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے اور ان کو رنج پہنچے، اور ان پر زبردستی کا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جو ان کو اعتقاد سے پھیرنے پر مجبور کرے"۔[7]

لیکن موجودہ استعمال کے اعتبار سے مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو آپ سے مذہب، تہذیب اور ثقافت کے اعتبار سے اختلاف رکھتے ہوں آپ ان کے افکار و نظریات اور اعمال واخلاق کو ناپسند کرتے ہیں تو آپ ان کے عقائد وافکار کی مخالفت نہ کریں بلکہ ان کو برداشت کریں۔ ان سے کوئی بر اسلوک روا نہ رکھا جائے بلکہ انہیں اپنے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت دی جائے۔ ان کے ساتھ عدل و انصاف، مساوات، ہمدردی کا ایسا اعلیٰ سلوک کیا جائے کہ وہ خود بخود اسلام سے متاثر ہو کر اس میں داخل ہو جائیں اور کامیابی کی طرف گامزن ہو جائیں۔

موسیٰ علیہ السلام کے احوال سے اصول رواداری کا استنباط

ذیل میں موسیٰ علیہ السلام کی حیات و تعلیمات سے رواداری کے مظاہر پیش کیے جائیں گے:

موسیٰ علیہ السلام کا فرعون اور اس کے باسیوں کو عذاب الٰہی سے نجات دلوانا

اللہ کریم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ فرعون کے دربار میں جائیں اور وہاں جا کر دعوت و تبلیغ کا فریضہ سر انجام دیں۔ اس کے ساتھ فرعون سے کہیں کے وہ میری قوم کو ریگستان جانے دے تا کہ وہ اپنے خدا کی عبادت کر سکیں۔ دوران تبلیغ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ دکھانے کو کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی زمین پر پھینکی تو وہ سانپ بن گئی۔ یہ دیکھ کر فرعون نے اپنے عالموں اور جادوگروں کو بلوایا۔ جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں ایسے ہی کیا مگر موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی ان سب سانپوں کو نگل گئی۔ یہ عمل دیکھ کر فرعون مزید اپنی بات پر اڑ گیا اور باز نہ آیا اور بات سننے سے انکار کر دیا۔ اس دوران فرعونیوں پر رب کی طرف سے درج ذیل عذاب آتے ہیں جن سے نجات کے لیے فرعون موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کرتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے رب کی بارگاہ میں دعا گو ہوتے ہیں اور فرعونیوں کو عذاب الٰہی سے نجات دلواتے ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

1. پانی کا خون میں بدل جانا

فرعون اپنی ہٹ دھرمی پر قائم تھا اور خدا کا انکار کر رہا تھا۔ رب نے موسیٰ و ہارون کو حکم دیا کہ وہ صبح دریائے نیل کے کنارے آجائیں اور وہاں جا کر دوبارہ فرعون سے ہم کلام ہوں اور اسے رب کا حکم دیں کہ وہ میری قوم کو ریگستان جانے کی اجازت دے تا کہ وہ خدا کی عبادت کر سکیں۔ فرعون نے یہ بات سن کر پھر انکار کر دیا موسیٰ علیہ السلام نے رب کے حکم سے لاٹھی کو دریا میں ڈالا تو وہ سارا پانی خون میں بدل گیا۔ تورات مقدس میں ارشاد ہوا:

"چنانچہ موسیٰ اور ہارون نے فرعون اور اس کے عہدیداروں کے سامنے اپنی لاٹھی اٹھا کر دریائے نیل کے پانی پر ماری۔ اس پر دریا کا سارا پانی خون میں بدل گیا۔ دریا کی مچھلیاں مر گئیں، اور اس سے اتنی بدبو اٹھنے لگی کہ مصری اُس کا پانی نہ پی سکے۔ مصر میں چاروں طرف خون ہی خون تھا۔ لیکن جادوگروں نے بھی اپنے جادو کے ذریعے ایسا ہی کیا۔ اس لیے فرعون اڑ گیا اور موسیٰ اور ہارون کی بات نہ مانی۔ ویسا ہی ہوا جیسا رب نے کہا تھا۔ فرعون پلٹ کر اپنے گھر واپس چلا گیا۔ اسے اس کی پروا نہیں تھی جو موسیٰ اور ہارون نے کیا تھا۔ لیکن مصری دریا سے پانی نہ پی سکے، اور انہوں نے پینے کا پانی حاصل کرنے کے لیے دریا کے کنارے کنارے گڑھے کھودے۔ پانی کے بدل جانے کے بعد سات دن گزر گئے"۔[8]

2. مینڈک کا عذاب

رب نے تیسری بار موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ فرعون کو میرا پیغام دیں کہ وہ بنی اسرائیل کو عبادت کے لیے ریگستان روانہ کرے۔ بصورت دیگر اب اس پر مینڈکوں کا عذاب مسلط کیا جائے گا۔ جو اس کے محل، بستر، گھروں اور یہاں تک کہ کھانے کے برتنوں تک آجائیں گے۔ جب ایسا ہوا تو فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ اسے اور اس کی قوم کو اس عذاب سے نجات دلوائیں وہ اپنے فیصلے سے باز آجائے گا اور قوم کو رب کی عبادت کے لیے ریگستان بھیج دے گا مگر اس نے ایسا نہ کیا اور مسلسل ہٹ دھرمی پر ثابت قدم رہا۔ تورات مقدس ملاحظہ ہوں:

"پھر رب نے موسیٰ سے کہا، فرعون کے ہاں جا کر اسے بتا دینا کہ رب فرماتا ہے، میری قوم کو میری عبادت کرنے کے لیے جانے دے۔ ورنہ میں پورے مصر کو مینڈکوں سے سزا دوں گا۔ دریائے نیل مینڈکوں سے اتنا بھر جائے گا کہ وہ دریا سے نکل کر تیرے محل، تیرے سونے کے کمرے اور تیرے بستر میں جا گھسیں گے۔ وہ تیرے عہدیداروں اور تیری رعایا کے گھروں میں آئیں گے بلکہ تیرے تنوروں اور آٹا گوندھنے کے برتنوں میں بھی پھدکتے پھریں گے۔ مینڈک تجھ پر، تیری قوم پر اور تیرے عہدیداروں پر چڑھ جائیں گے "رب نے موسیٰ سے کہا، "ہارون کو بتا دینا کہ وہ اپنی لاٹھی کو ہاتھ میں لے کر اسے دریاؤں، شہروں اور جوہڑوں کے اوپر اٹھائے تا کہ مینڈک باہر نکل کر مصر کے ملک میں پھیل جائیں۔" ہارون نے ملک مصر کے پانی کے اوپر اپنی لاٹھی اٹھائی تو مینڈکوں کے غول پانی سے نکل کر پورے ملک پر چھا گئے۔ لیکن جادوگروں نے بھی اپنے جادو سے ایسا ہی کیا۔ وہ بھی دریا سے مینڈک نکال لائے۔ فرعون نے موسیٰ اور ہارون کو بلا کر کہا، "رب سے دعا کرو کہ وہ مجھ سے اور میری قوم سے مینڈکوں کو دور کرے۔ پھر میں تمہاری قوم کو جانے دوں گا تا کہ وہ رب کو قربانیاں پیش کریں۔" موسیٰ نے جواب دیا، "وہ وقت مقرر کریں جب میں آپ کے عہدیداروں اور آپ کی قوم کے لیے دعا کروں۔ پھر جو مینڈک آپ کے پاس اور آپ کے گھروں میں ہیں اسی وقت ختم ہو جائیں گے۔ مینڈک صرف دریا میں پائے جائیں گے۔" فرعون نے کہا، "ٹھیک ہے، کل انہیں ختم کرو۔" موسیٰ نے کہا، "جیسا آپ کہتے ہیں ویسا ہی ہو گا۔ اس طرح آپ کو معلوم ہو گا کہ ہمارے خدا کی مانند کوئی نہیں ہے۔ مینڈک آپ، آپ کے گھروں، آپ کے عہدیداروں اور آپ کی قوم کو

چھوڑ کر صرف دریا میں رہ جائیں گے۔" موسیٰ اور ہارون فرعون کے پاس سے چلے گئے، اور موسیٰ نے رب سے منت کی کہ وہ مینڈکوں کے وہ غول دور کرے جو اُس نے فرعون کے خلاف بھیجے تھے۔ رب نے اس کی دعا سنی۔ گھروں، صحنوں اور کھیتوں میں مینڈک مر گئے۔ لوگوں نے انہیں جمع کر کے ان کے ڈھیر لگا دیئے۔ ان کی بدبو پورے ملک میں پھیل گئی۔ لیکن جب فرعون نے دیکھا کہ مسئلہ حل ہو گیا ہے تو وہ پھر اکڑ گیا اور ان کی نہ سنی۔ یوں رب کی بات درست نکلی"۔[9]

3. جوؤں کا عذاب

مینڈکوں کے عذاب کے بعد فرعون کی ہٹ دھرمی قائم رہی اور وہ باز نہ آیا۔ پھر رب نے ان پر جوئیں مسلط کر دی اب کی بار فرعون کے جادوگر اس کی تاب نہ لا سکے اور وہ بے بس ہو گئے۔ ارشاد ہوا:

"پھر رب نے موسیٰ سے کہا، "ہارون سے کہنا کہ وہ اپنی لاٹھی سے زمین کی گرد کو مارے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو پورے مصر کی گرد جوؤں میں بدل جائے گی۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ہارون نے اپنی لاٹھی سے زمین کی گرد کو مارا تو پورے ملک کی گرد جوؤں میں بدل گئی۔ ان کے غول جانوروں اور آدمیوں پر چھا گئے۔ جادوگروں نے بھی اپنے جادو سے ایسا کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ جوئیں نہ بنا سکے۔ جوئیں آدمیوں اور جانوروں پر چھا گئیں۔ جادوگروں نے فرعون سے کہا، "اللہ کی قدرت نے یہ کیا ہے۔ لیکن فرعون نے ان کی نہ سنی۔ یوں رب کی بات درست نکلی"۔[10]

4. کاٹنے والی مکھیوں کا عذاب

جوؤں کے عذاب کے بعد چوتھا عذاب کاٹنے والی مکھیوں کا آیا کیونکہ فرعون ابھی تک اپنی ضد پر ڈٹا ہوا تھا وہ کسی صورت پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھا۔ اب کی بار رب کی طرف سے کاٹنے والی مکھیوں کا عذاب آیا جسے دیکھ کر فرعون اور اس کے جادوگر عاجز آ گئے۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ وہ اپنی دعا سے عذاب ختم کروائیں تو وہ انہیں عبادت کے لیے بھیج دے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے لیے دعا کی اور عذاب ٹل گیا مگر فرعون پھر سے مکر گیا اور اس نے وعدہ خلافی کی۔ کتاب مقدس اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتی ہے:

"پھر رب نے موسیٰ سے کہا، "جب فرعون صبح سویرے دریا پر جائے تو تو اس کے راستے میں کھڑا ہو جانا اسے کہنا کہ رب فرماتا ہے، میری قوم کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت کر سکیں۔ ورنہ میں تیرے اور تیرے عہدیداروں کے پاس، تیری قوم کے پاس اور تیرے گھروں میں کاٹنے والی مکھیاں بھیج دوں گا مصریوں کے گھر مکھیوں سے بھر جائیں گے بلکہ جس زمین پر وہ کھڑے ہیں وہ بھی مکھیوں سے ڈھانکی جائے گی۔ لیکن اس وقت میں اپنی قوم کے ساتھ جو جشن میں رہتی ہے فرق سلوک کروں گا۔ وہاں ایک بھی کاٹنے والی مکھی نہیں ہو گی۔ اس طرح تجھے پتا لگے گا کہ اس ملک میں میں ہی رب ہوں۔ میں اپنی قوم اور تیری قوم میں امتیاز کروں گا۔ کل ہی میری قدرت کا اظہار ہو گا۔ رب نے ایسا ہی کیا۔ کاٹنے والی مکھیوں کے غول فرعون کے محل، اس کے عہدیداروں کے گھروں اور پورے مصر میں پھیل گئے۔ ملک کا ستیاناس ہو گیا۔ پھر فرعون نے موسیٰ اور ہارون کو بلا کر کہا، "چلو، اسی ملک میں اپنے خدا کو قربانیاں پیش کرو۔ "لیکن موسیٰ نے کہا، "یہ مناسب نہیں ہے۔ جو قربانیاں ہم رب اپنے خدا کو پیش کریں گے وہ مصریوں کی نظر میں گھناؤنی ہیں۔ اگر ہم یہاں ایسا کریں تو کیا وہ ہمیں سنگسار نہیں کریں گے؟ اس لیے لازم ہے کہ ہم تین دن کا سفر کر کے ریگستان میں ہی رب اپنے خدا کو قربانیاں پیش کریں جس طرح اس نے ہمیں حکم بھی دیا ہے۔ فرعون نے جواب دیا، ٹھیک ہے، میں تمہیں جانے دوں گا تاکہ تم ریگستان میں رب اپنے خدا کو قربانیاں پیش کرو۔ لیکن تمہیں زیادہ دور نہیں جانا ہے۔ اور میرے لیے بھی دعا کرنا۔ موسیٰ نے کہا، "ٹھیک، میں جاتے ہی رب سے دعا کروں گا۔ کل ہی مکھیاں فرعون، اُس کے عہدیداروں اور اس کی قوم سے دور ہو جائیں گی۔ لیکن ہمیں دوبارہ فریب نہ دینا بلکہ ہمیں جانے دینا تاکہ ہم رب کو قربانیاں پیش کر سکیں۔" پھر موسیٰ فرعون کے پاس سے چلا گیا اور رب سے دعا

کی۔ رب نے موسیٰ کی دعا سنی۔ کاٹنے والی مکھیاں فرعون، اُس کے عہدیداروں اور اس کی قوم سے دور ہو گئیں۔ ایک بھی مکھی نہ رہی۔ لیکن فرعون پھر اکڑ گیا اس نے اسرائیلیوں کو جانے نہ دیا"۔[11]

5. مویشیوں میں وبا کا پھیلنا

مکھیوں والے عذاب کے بعد پانچواں عذاب فرعونیوں پر مویشیوں میں وبا پھیلنے کا آیا جب کہ بنی اسرائیل اس عذاب سے محفوظ رہے اس کے باوجود فرعون باز نہ آیا اور اپنی ضد ہر قائم رہا۔ تورات مقدس کے مطابق:

"پھر رب نے موسیٰ سے کہا، "فرعون کے پاس جا کر اسے بتا کہ خدا فرماتا ہے میری قوم کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت کر سکیں۔ اگر آپ انکار کریں اور انہیں روکتے رہیں تو رب اپنی قدرت کا اظہار کر کے آپ کے مویشیوں میں بھیانک وبا پھیلا دے گا جو آپ کے گھوڑوں، گدھوں، اونٹوں، گائے بیلوں، بھیڑ بکریوں اور مینڈھوں میں پھیل جائے گی۔ لیکن رب اسرائیل اور مصر کے مویشیوں میں امتیاز کرے گا۔ اسرائیلیوں کا ایک بھی جانور نہیں مرے گا۔ رب نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ کل ہی ایسا کرے گا۔ اگلے دن رب نے ایسا ہی کیا۔ مصر کے تمام مویشی مر گئے، لیکن اسرائیلیوں کا ایک بھی جانور نہ مرا فرعون نے کچھ لوگوں کو ان کے پاس بھیج دیا تو پتا چلا کہ ایک بھی جانور نہیں مرا۔ تاہم فرعون اڑا رہا۔ اس نے اسرائیلیوں کو جانے نہ دیا"۔[12]

6. پھوڑوں اور پھنسیوں کا عذاب

مویشیوں میں وبا کے بعد چھٹا عذاب پھوڑوں اور پھنسیوں کی صورت میں آیا جو ان کے جسموں پر مسلط ہوا اس بار فرعون کے جادوگر بھی اس عذاب میں مبتلا ہو گئے۔ وہ بھی اپنے جسموں کو اس عذاب سے بچا نہ سکے اور وہ عاجز آ گئے۔ تورات میں ارشاد ہوا:

"پھر رب نے موسیٰ اور ہارون سے کہا، "اپنی مٹھیاں کسی بھٹی کی راکھ سے بھر کر فرعون کے پاس جاؤ۔ پھر موسیٰ فرعون کے سامنے یہ راکھ ہوا میں اٹھا دے۔ یہ راکھ باریک دھول کا بادل بن جائے گی جو پورے ملک پر چھا جائے گا۔ اُس کے اثر سے لوگوں اور جانوروں کے جسموں پر پھوڑے پھنسیاں پھوٹ نکلیں گے۔ موسیٰ اور ہارون نے ایسا ہی کیا۔ وہ کسی بھٹی سے راکھ لے کر فرعون کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ موسیٰ نے راکھ کو ہوا میں اڑا دیا تو انسانوں اور جانوروں کے جسموں پر پھوڑے پھنسیاں نکل آئے۔ اس مرتبہ جادوگر موسیٰ کے سامنے کھڑے بھی نہ ہو سکے کیونکہ ان کے جسموں پر بھی پھوڑے نکل آئے تھے۔ تمام مصریوں یہی حال تھا۔ لیکن رب نے فرعون کو ضدی بنائے رکھا، اس لیے اس نے موسیٰ اور ہارون کی نہ سنی۔ یوں ویسا ہی ہوا جیسا رب نے موسیٰ کو بتایا تھا"۔[13]

7. اولوں کا عذاب

پھوڑوں اور پھنسیوں کے عذاب کے بعد فرعونیوں کو اولوں کے عذاب کا سامنا کرنا پڑا۔ اس عذاب کی کافی شدت تھی جس کے سامنے پھر سے جادوگر عاجز آ گئے تھے۔ فرعون نے پھر سے موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ ہمارے لیے دعا کریں کہ یہ عذاب ٹل جائے تاکہ میں بنی اسرائیل کو اجازت دوں کہ وہ قربانیاں پیش کریں۔ موسیٰ علیہ السلام ساری باتوں کے باوجود رحم دلی و رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دعا کہ لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ عذاب ٹلنے کے بعد فرعون پھر سے وعدہ خلافی پر اتر جاتا ہے۔ ارشاد ہوا:

"اس کے بعد رب نے موسیٰ سے کہا، "صبح سویرے اٹھ اور فرعون کے سامنے کھڑے ہو کر اسے بتا کہ رب عبرانیوں کا خدا فرماتا ہے، میری قوم کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت کر سکیں۔ ورنہ میں اپنی تمام آفتیں تجھ پر، تیرے عہدیداروں پر اور تیری قوم پر آنے دوں گا۔ پھر تو جان لے گا کہ تمام دنیا میں مجھ جیسا کوئی نہیں ہے۔ اگر میں چاہتا تو اپنی قدرت سے ایسی وبا پھیلا سکتا کہ تجھے اور تیری قوم کو دنیا سے مٹا دیا جاتا۔ لیکن

میں نے تجھے اس لیے برپا کیا ہے کہ تجھ پر اپنی قدرت کا اظہار کروں اور یوں تمام دنیا میں میرے نام کا پرچار کیا جائے۔ تو ابھی تک اپنے آپ کو سرفراز کر کے میری قوم کے خلاف ہے اور انہیں جانے نہیں دیتا۔ اس لیے کل میں اسی وقت بھیانک قسم کے اولوں کا طوفان بھیج دوں گا۔ مصری قوم کی ابتدا سے لے کر آج تک مصر میں اولوں کا ایسا طوفان کبھی نہیں آیا ہو گا۔ اپنے بندوں کو ابھی بھیجنا تاکہ وہ تیرے مویشیوں کو اور کھیتوں میں پڑے تیرے مال کو لا کر محفوظ کر لیں۔ کیونکہ جو بھی کھلے میدان میں رہے گا وہ اولوں سے مر جائے گا، خواہ انسان ہوں یا حیوان۔ فرعون کے کچھ عہدیدار رب کا پیغام سن کر ڈر گئے اور بھاگ کر اپنے جانوروں اور غلاموں کو گھروں میں لے آئے۔ لیکن دوسروں نے رب کے پیغام کی پروانہ کی۔ اُن کے جانور اور غلام باہر کھلے میدان میں رہے۔ رب نے موسیٰ سے کہا، ''اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بڑھا دے۔ پھر مصر کے تمام انسانوں، جانوروں اور کھیتوں کے پودوں پر اولے پڑیں گے۔'' موسیٰ نے اپنی لاٹھی آسمان کی طرف اُٹھائی تو رب نے ایک زبردست طوفان بھیج دیا۔ اولے پڑے، بجلی گری اور بادل گرجتے رہے۔ اولے پڑتے رہے اور بجلی چمکتی رہی۔ مصری قوم کی ابتدا سے لے کر اب تک ایسے خطرناک اولے کبھی نہیں پڑے تھے۔ انسانوں سے لے کر حیوانوں تک کھیتوں میں سب کچھ برباد ہو گیا۔ اولوں نے کھیتوں میں تمام پودے اور درخت بھی توڑ دیئے۔ وہ صرف جشن کے علاقے میں نہ پڑے جہاں اسرائیلی آباد تھے۔ تب فرعون نے موسیٰ اور ہارون کو بُلایا۔ اُس نے کہا، ''اِس مرتبہ مَیں نے گناہ کیا ہے۔ رب حق پر ہے۔ مجھ سے اور میری قوم سے غلطی ہوئی ہے۔ اولے اور اللہ کی گرجتی آوازیں حد سے زیادہ ہیں۔ رب سے دعا کرو تاکہ اولے رُک جائیں۔ اب مَیں تمہیں جانے دوں گا۔ اب سے تمہیں یہاں رہنا نہیں پڑے گا۔'' موسیٰ نے فرعون سے کہا، ''مَیں شہر سے نکل کر دونوں ہاتھ رب کی طرف اُٹھا کر دعا کروں گا۔ پھر گرج اور اولے رُک جائیں گے اور آپ جان لیں گے کہ پوری دنیا رب کی ہے۔ لیکن مَیں جانتا ہوں کہ آپ اور آپ کے عہدیدار ابھی تک رب خدا کا خوف نہیں مانتے۔'' اُس وقت سَن کے پھول نکل چکے تھے اور جَو کی بالیں لگ گئی تھیں۔ اِس لیے یہ فصلیں تباہ ہو گئیں۔ لیکن گیہوں اور ایک اور قسم کی گندم جو بعد میں پکتی ہے برباد نہ ہوئی۔ موسیٰ فرعون کو چھوڑ کر شہر سے نکلا۔ اُس نے رب کی طرف اپنے ہاتھ اُٹھائے تو گرج، اولے اور بارش کا طوفان رُک گیا۔ جب فرعون نے دیکھا کہ طوفان ختم ہو گیا ہے تو وہ اور اُس کے عہدیدار دوبارہ گناہ کر کے اکڑ گئے فرعون اَڑا رہا اور اسرائیلیوں کو جانے نہ دیا۔ ویسا ہی ہوا جیسا رب نے موسیٰ سے کہا تھا''۔[14]

8. ٹڈیوں کا عذاب

اولوں کے عذاب کے بعد بھی فرعون اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہا جب کہ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کو عبادت کی اجازت دے گا۔ اس بار رب کی طرف سے اسے عبرت دلانے کے لیے ٹڈیوں کے لشکر کی صورت میں عذاب آیا۔ عذاب کی اس صورت حال کو دیکھ کر فرعون پھر سے موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں درخواست کرتا ہے کہ میں نے خدا کا گناہ کیا ہے مجھے اس عذاب سے بچا لیں مگر اس کے نصیب میں ہدایت نہ تھی وہ باز نہ آیا اور پھر وعدہ خلافی کر بیٹھا۔ بقول تورات:

''پھر رب نے موسیٰ سے کہا، ''فرعون کے پاس جا، کیونکہ مَیں نے اُس کا اور اُس کے درباریوں کا دل سخت کر دیا ہے تاکہ اُن کے درمیان اپنے معجزوں اور اپنی قدرت کا اظہار کر سکوں۔ اور تم اپنے بیٹے بیٹیوں اور پوتے پوتیوں کو سنا سکو کہ مَیں نے مصریوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور اُن کے درمیان کس طرح کے معجزے کر کے اپنی قدرت کا اظہار کیا ہے۔ یوں تم جان لو گے کہ مَیں رب ہوں۔ موسیٰ اور ہارون فرعون کے پاس گئے۔ اُنہوں نے اُس سے کہا، ''رب عبرانیوں کے خدا کا فرمان ہے، 'تُو کب تک میرے سامنے ہتھیار ڈالنے سے انکار کرے گا؟ میری قوم کو میری عبادت کرنے کے لیے جانے دے۔ ورنہ مَیں کل تیرے ملک میں ٹڈیاں لاؤں گا۔ اُن کے غول زمین پر یوں چھا جائیں گے کہ زمین نظر ہی نہیں آئے گی۔ جو کچھ اولوں نے تباہ نہیں کیا اُسے وہ چٹ کر جائیں گی۔ بچے ہوئے درختوں کے پتے بھی ختم ہو جائیں گے۔ تیرے محل، تیرے

عہدیداروں اور باقی لوگوں کے گھر اُن سے بھر جائیں گے۔ جب سے مصری اِس ملک میں آباد ہوئے ہیں تم نے کبھی ٹڈیوں کا ایسا سخت حملہ نہیں دیکھا ہو گا۔" یہ کہہ کر موسیٰ پلٹ کر وہاں سے چلا گیا۔ اِس پر درباریوں نے فرعون سے بات کی، "ہم کب تک اس مرد کے جال میں پھنسے رہیں؟ اسرائیلیوں کو رب اپنے خدا کی عبادت کرنے کے لیے جانے دیں۔ کیا آپ کو ابھی تک معلوم نہیں کہ مصر برباد ہو گیا ہے؟" تب موسیٰ اور ہارون کو فرعون کے پاس بُلایا گیا۔ اُس نے اُن سے کہا، "جاؤ، اپنے خدا کی عبادت کرو۔ لیکن یہ بتاؤ کہ کون کون ساتھ جائے گا؟" موسیٰ نے جواب دیا، "ہمارے جوان اور بوڑھے ساتھ جائیں گے۔ ہم اپنے بیٹے بیٹیوں، بھیڑ بکریوں اور گائے بَیلوں کو بھی ساتھ لے کر جائیں گے۔ ہم سب کے سب جائیں گے، کیونکہ ہمیں رب کی عید منانی ہے۔ فرعون نے طنزاً کہا، "ٹھیک ہے، جاؤ اور رب تمہارے ساتھ ہو۔ نہیں، مَیں کس طرح تم سب کو بال بچوں سمیت جانے دے سکتا ہوں؟ تم نے کوئی بُرا منصوبہ بنایا ہے۔ نہیں، صرف مرد جا کر رب کی عبادت کر سکتے ہیں۔ تم نے تو یہی درخواست کی تھی۔" تب موسیٰ اور ہارون کو فرعون کے سامنے سے نکال دیا گیا۔ پھر رب نے موسیٰ سے کہا، "مصر پر اپنا ہاتھ اُٹھا تا کہ ٹڈیاں آ کر مصر کی سرزمین پر پھیل جائیں۔ جو کچھ بھی کھیتوں میں اولوں سے بچ گیا ہے اُسے وہ کھا جائیں گی۔" موسیٰ نے اپنی لاٹھی مصر پر اُٹھائی تو رب نے مشرق سے آندھی چلائی جو سارا دن اور ساری رات چلتی رہی اور اگلی صبح تک مصر میں ٹڈیاں پہنچائیں۔ بے شمار ٹڈیاں پورے ملک پر حملہ کر کے ہر جگہ بیٹھ گئیں۔ اِس سے پہلے یا بعد میں کبھی بھی ٹڈیوں کا اِتنا سخت حملہ نہ ہوا تھا۔ اُنہوں نے زمین کو یوں ڈھانک لیا کہ وہ کالی نظر آنے لگی۔ جو کچھ بھی اولوں سے بچ گیا تھا چاہے کھیتوں کے پودے یا درختوں کے پھل تھے اُنہوں نے کھا لیا۔ مصر میں ایک بھی درخت یا پودا نہ رہا جس کے پتے بچ گئے ہوں۔ تب فرعون نے موسیٰ اور ہارون کو جلدی سے بُلوایا۔ اُس نے کہا، "مَیں نے تمہارے خدا کا اور تمہارا گناہ کیا ہے۔ اب ایک اور مرتبہ میرا گناہ معاف کرو اور رب اپنے خدا سے دعا کرو تا کہ موت کی یہ حالت مجھ سے دُور ہو جائے۔ موسیٰ نے محل سے نکل کر رب سے دعا کی۔ جواب میں رب نے ہَوا کا رُخ بدل دیا۔ اُس نے مغرب سے تیز آندھی چلائی جس نے ٹڈیوں کو اُڑا کر بحرِ قُلزم میں ڈال دیا۔ مصر میں ایک بھی ٹڈی نہ رہی۔ لیکن رب نے ہونے دیا کہ فرعون پھر اَڑ گیا۔ اُس نے اسرائیلیوں کو جانے نہ دیا"۔[15]

9. خوفناک اندھیرا

ٹڈیوں کے عذاب کے بعد رب نے مصریوں پر خوفناک اندھیرا طاری کر دیا جس سے تین دن تک ان کا نظامِ زندگی مفلوج ہو کر رہ گیا۔ ارشاد ہوا:

"اِس کے بعد رب نے موسیٰ سے کہا، "اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا تو مصر پر اندھیرا چھا جائے گا۔ اِتنا اندھیرا ہو گا کہ بندہ اُسے چھو سکے گا۔ موسیٰ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھایا تو تین دن تک مصر پر گہرا اندھیرا چھایا رہا۔ تین دن تک لوگ نہ ایک دوسرے کو دیکھ سکے، نہ کہیں جا سکے۔ لیکن جہاں اسرائیلی رہتے تھے وہاں روشنی تھی۔ تب فرعون نے موسیٰ کو پھر بُلوایا اور کہا، "جاؤ، رب کی عبادت کرو! تم اپنے ساتھ بال بچوں کو بھی لے جا سکتے ہو۔ صرف اپنی بھیڑ بکریاں اور گائے بَیل پیچھے چھوڑ دینا۔" موسیٰ نے جواب دیا، "کیا آپ ہی ہمیں قربانیوں کے لیے جانور دیں گے تا کہ اُنہیں رب اپنے خدا کو پیش کریں؟ یقیناً نہیں۔ اِس لیے لازم ہے کہ ہم اپنے جانوروں کو ساتھ لے کر جائیں۔ ایک کُھر بھی پیچھے نہیں چھوڑا جائے گا، کیونکہ ابھی تک ہمیں معلوم نہیں کہ رب کی عبادت کے لیے کن کن جانوروں کی ضرورت ہو گی۔ یہ اُس وقت ہی پتا چلے گا جب ہم منزلِ مقصود پر پہنچیں گے۔ اِس لیے ضروری ہے کہ ہم سب کو اپنے ساتھ لے کر جائیں۔" لیکن رب کی مرضی کے مطابق فرعون اَڑ گیا۔ اُس نے اُنہیں جانے نہ دیا۔ اُس نے موسیٰ سے کہا، "دفع ہو جا۔ خبردار! پھر کبھی اپنی شکل نہ دکھانا، ورنہ تجھے موت کے حوالے کر دیا جائے گا۔" موسیٰ نے کہا، "ٹھیک ہے، آپ کی مرضی۔ مَیں پھر کبھی آپ کے سامنے نہیں آؤں گا"۔[16]

یہ عذابوں کی وہ فہرست تھی جو فرعونیوں پر آئے۔ ان میں سے بعض عذاب ایسے تھے جن کا مقابلہ فرعون کے جادوگر بھی نہ کر سکے اور وہ عاجز آ گئے۔ انہوں نے فرعون سے درخواست کی کہ وہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز آجائے مگر اس پر اس کا اثر نہ ہوا۔ جب کسی عذاب کی شدت ہوتی تو فرعون موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرتا میں گناہ گار ہوں مجھ سے خطا ہو گئی ہے آپ رب کے حضور میرے لیے دعا کریں تا کہ وہ ہم سے اس عذاب کو اٹھالے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی مسلسل اذیتوں اور ہٹ دھرمی کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے عمل سے رواداری کا اعلیٰ ثبوت پیش فرمایا جس کی مثال نہیں دی جاسکتی۔ لہٰذا موسیٰ علیہ السلام نے ہر بار عذاب سے نجات کی دعا فرمائی اور اپنے کردار سے رواداری کا عمدہ ثبوت دیا۔

اسرائیلیوں کا بچھڑے کی پوجا کرنا اور موسیٰ علیہ السلام کا ان کی معافی کے لیے درخواست کرنا

جب موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے کوہ سینا پر تورات (تختیاں) لینے گئے تو ایک شعبدہ باز نے جو بنی اسرائیل میں سے تھا اور جس کا نام سامری تھا، چاندی یا سونے کا ایک بچھڑا بنا کر اس کے اندر وہ مٹی ڈال دی جو اس نے فرعون کی غرقابی کے وقت جبرائیل کے گھوڑے کے قدم کے نیچے سے اٹھا کر اپنے پاس محفوظ رکھی ہوئی تھی (چونکہ اس میں مادۂ حیات تھا)، اس مٹی سے اس بچھڑے میں جان پڑ گئی اور اس کے منہ سے کچھ آواز نکلنے لگی، اگرچہ وہ آواز بے معنی تھی مگر ان لوگوں کے لیے حیرت کی بات ضرور تھی، چونکہ بنی اسرائیل کے لوگ اہل مصر کو گائے کی پوجا کرتے ہوئے دیکھ چکے تھے اس لیے عبادت کے اس طریقے سے وہ پہلے سے ہی آشنا تھے اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بچھڑے کی شکل کے بت بھی مانگ چکے تھے، پھر فرعون کے غرق ہونے کے بعد شام کی طرف جاتے ہوئے ان کا گزر قوم عمالقہ پر ہوا جو گائے کی شکل کے بت پوجتے تھے، اس لیے انھوں نے سامری کے بہکانے پر بچھڑے کی پوجا میں جلد بازی کی، چند لوگوں کے سوا تمام اسرائیلی اس بچھڑے کی پوجا کرنے لگے گئے۔ یہ عمل دیکھ کر خدا نے موسیٰ کو غصے سے زمین پر بھیجا اور عذاب کا اعلان کر دیا اس طرح کافی لوگ قتل بھی کیے گئے۔ مگر قوم کی التجا پر موسیٰ علیہ السلام نے غصہ کے باوجود رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے رب سے ان کی معافی کی درخواست کی۔ تورات مقدس میں ارشاد ہوا:

"اگلے دن موسیٰ نے اسرائیلیوں سے بات کی، تم نے نہایت سنگین گناہ کیا ہے۔ تو بھی میں اب رب کے پاس پہاڑ پر جارہا ہوں۔ شاید میں تمہارے گناہ کا کفارہ دے سکوں۔ چنانچہ موسیٰ نے رب کے پاس واپس جا کر کہا، "ہائے، اس قوم نے نہایت سنگین گناہ کیا ہے۔ انہوں نے اپنے لیے سونے کا دیوتا بنالیا۔ مہربانی کر کے انہیں معاف کر۔ لیکن اگر تو انہیں معاف نہ کرے تو پھر مجھے بھی اپنی اس کتاب میں سے مٹا دے جس میں تو نے اپنے لوگوں کے نام درج کیے ہیں"۔[17]

ایک اور مقام پر موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"مَیں مُڑ کر پہاڑ سے اُترا جو اب تک بھڑک رہا تھا۔ میرے ہاتھوں میں عہد کی دونوں تختیاں تھیں۔ تمہیں دیکھتے ہی مجھے معلوم ہوا کہ تم نے رب اپنے خدا کا گناہ کیا ہے۔ تم نے اپنے لیے بچھڑے کا بُت ڈھال لیا تھا۔ تم کتنی جلدی سے رب کی مقررہ راہ سے ہٹ گئے تھے۔ تب مَیں نے تمہارے دیکھتے دیکھتے دونوں تختیوں کو زمین پر پٹخ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ایک اور بار مَیں رب کے سامنے منہ کے بل گرا۔ مَیں نے نہ کچھ کھایا، نہ کچھ پیا۔ 40 دن اور رات مَیں تمہارے تمام گناہوں کے باعث اِسی حالت میں رہا۔ کیونکہ جو کچھ تم نے کیا تھا وہ رب کو نہایت بُرا لگا، اِس لیے وہ غضب ناک ہو گیا تھا۔ وہ تم سے اِتنا ناراض تھا کہ مَیں بہت ڈر گیا۔ یوں لگ رہا تھا کہ وہ تمہیں ہلاک کر دے گا۔ لیکن اِس بار بھی اُس نے میری سن لی"۔[18]

بنی اسرائیل کا رب اور موسیٰ کے خلاف باتیں کرنا اور موسیٰ علیہ السلام کی رواداری

پہاڑ سے بحر قلزم کی طرف جاتے ہوئے بنی اسرائیل کو راستے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ سفر کے مصائب سے لوگ بے صبر ہو گئے اور خدا اور موسیٰ کے خلاف باتیں کرنے لگے۔ مزید یہ کہ ریگستان کی زندگی و خوراک سے بےزاری کا اظہار کیا۔ ان کے اس عمل کی وجہ سے ان پر رب کی طرف سے سانپوں کا عذاب آیا جس سے ان کی خاصی تعداد موت کے گھاٹ اتر گئی۔ بقیہ لوگ معافی کی التجا لے کر موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے پھر سے اپنی قوم کے ساتھ رواداری کا مظاہرہ کیا اور ان کے لیے دعا کی۔ تورات مقدس میں ارشاد ہوا:

"ہور پہاڑ سے روانہ ہو کر وہ بحر قلزم کی طرف چل دیئے تاکہ ادوم کے ملک میں سے گزرنا نہ پڑے۔ لیکن چلتے چلتے لوگ بے صبر ہو گئے۔ وہ رب اور موسیٰ کے خلاف باتیں کرنے لگے، "آپ ہمیں مصر سے نکال کر ریگستان میں مرنے کے لیے کیوں لے آئے ہیں؟ یہاں نہ روٹی دستیاب ہے نہ پانی۔ ہمیں اس گھٹیا قسم کی خوراک سے گھن آتی ہے۔ تب رب نے ان کے درمیان زہریلے سانپ بھیج دیئے جن کے کاٹنے سے بہت سے لوگ مر گئے۔ پھر لوگ موسیٰ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا، "ہم نے رب اور آپ کے خلاف باتیں کرتے ہوئے گناہ کیا۔ ہماری سفارش کریں کہ رب ہم سے سانپ دُور کر دے۔" موسیٰ نے ان کے لیے دعا کی۔ تو رب نے موسیٰ سے کہا، "ایک سانپ بنا کر اسے کھمبے سے لٹکا دے۔ جو بھی ڈسا گیا ہو وہ اسے دیکھ کر بچ جائے گا۔ چنانچہ موسیٰ نے پیتل کا ایک سانپ بنایا اور کھمبا کھڑا کر کے سانپ کو اس سے لٹکا دیا۔ اور ایسا ہوا کہ جسے بھی ڈسا گیا تھا وہ پیتل کے سانپ پر نظر کر کے بچ گیا"۔[19]

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

"یہاں پر ملک کنعان کے داخلے کا وقت تھا۔ لوگوں کو نئے ملک میں آباد ہونا مشکل لگ رہا تھا اور وہ رب اور موسیٰ کے خلاف باتیں کرنے لگے موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ پھر رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے رب سے التجا کی کہ وہ بنی اسرائیل کو معاف کر دے۔ کتاب مقدس میں مذکور ہے:

اے رب، اب اپنی قدرت یوں ظاہر کر جس طرح تُو نے فرمایا ہے۔ کیونکہ تُو نے کہا۔ "رب تحمل اور شفقت سے بھرپور ہے۔ وہ گناہ اور نافرمانی معاف کرتا ہے، لیکن ہر ایک کو اُس کی مناسب سزا بھی دیتا ہے۔ جب والدین گناہ کریں تو اُن کی اولاد کو بھی تیسری اور چوتھی پشت تک سزا کے نتائج بھگتنے پڑیں گے۔ اِن لوگوں کا قصور اپنی عظیم شفقت کے مطابق معاف کر۔ اُنہیں اُس طرح معاف کر جس طرح تُو اُنہیں مصر سے نکلتے وقت اب تک معاف کرتا رہا ہے۔" رب نے جواب دیا، "تیرے کہنے پر مَیں نے اُنہیں معاف کر دیا ہے"۔[20]

تبعیرہ میں آگ لگنا اور موسیٰ علیہ السلام کی رواداری

تبعیرہ ایک مقام تھا جہاں بنی اسرائیل کچھ وقت کے لیے قیام پذیر تھے۔ یہاں بھی انہوں نے سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے رب اور موسیٰ کے خلاف باتیں کی۔ رب کی طرف سے آگ برسنا شروع ہو گئی۔ پھر معافی کی درخواست لے کر موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے رب سے التجا کی کہ وہ انہیں معاف کر دے لہذا آگ ٹل گئی۔ تورات مقدس میں ارشاد ہوا:

"ایک دن لوگ خوب شکایت کرنے لگے۔ جب یہ شکایتیں رب تک پہنچیں تو اُسے غصہ آیا اور اُس کی آگ اُن کے درمیان بھڑک اٹھی۔ جلتے جلتے اُس نے خیمہ گاہ کا ایک کنارہ بھسم کر دیا۔ لوگ مدد کے لیے موسیٰ کے پاس آ کر چلّانے لگے تو اُس نے رب سے دعا کی، اور آگ بجھ گئی۔ اُس مقام کا نام تبعیرہ یعنی جلنا پڑ گیا، کیونکہ رب کی آگ اُن کے درمیان جل اُٹھی تھی"۔[21]

گزشتہ واقعات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فرعون اور بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قول اور عمل دونوں طریقوں سے سخت اذیتیں پہنچائیں حتیٰ کہ بہتان طرازی اور تہمت تراشی سے بھی باز نہیں رہے۔ بت پرستی کی فرمائش، گوسالہ پرستی میں انہماک، قبول تورات سے انکار، ارض مقدس میں داخلہ سے انکار، من وسلویٰ پر ناسپاسی، غرض ہر ادائے فرض میں ضد اور ہٹ دھرمی اور ہر ایک معاملہ میں حضرت

موسٰی علیہ السلام کے ساتھ جاہلانہ ردوکد کا ایک طویل سلسلہ ہے جو ان کی زندگی کا جز نظر آتا ہے اور حضرت موسٰی علیہ السلام ضبط وصبر کے ساتھ ایک اولوالعزم رسول کی طرح ان کو برداشت کرتے اور رشد وہدایت کے پیغام میں منہمک نظر آتے ہیں۔ قرآن عزیز کی تصریحات کے علاوہ تاریخی حیثیت سے اگر بنی اسرائیل کی ان خصوصیات کا مطالعہ مقصود ہو تو توراۃ کے حسب ذیل ابواب قابل مراجعت ہیں: خروج باب 14 آیات 11‘12۔ باب 16 آیات 2‘3۔ باب 17‘ آیات 3‘4۔ گنتی‘ باب 11‘ آیات 4 تا 6۔ باب 14 آیات 1 تا 3۔ باب 16 آیات 13‘14۔ باب 16 آیات 41۔ باب 20‘ آیات 1 تا 5۔ باب 21‘ آیت 5۔ استثناء باب 9 آیات 23‘ 24۔

یوسف علیہ السلام کے احوال سے اصول رواداری کا استنباط

یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ آپ کا ذکر بائبل میں بھی ملتا ہے۔ آپ یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ کا تعلق انبیا اللہ کے خاندان سے تھا۔ گیارہ سال کی عمر سے ہی نبی ہونے کے آثار واضح ہونے لگے۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند آپ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ آپ کے والد یعقوب علیہ السلام نے آپ کو اپنا خواب کسی اور کو سنانے سے منع کیا۔ قرآن مجید کی ایک سورت ان کے نام پہ ہے۔ قرآن نے یوسف علیہ السلام کے قصے کو احسن القصص کہا ہے۔ سورہ انعام اور سورہ غافر میں بھی ان کا ذکر آیا ہے۔ آپ نے 120 سال عمر پائی۔ آپ نے حاکم بننے کے بعد اپنے بھائیوں کے تمام مظالم معاف فرمادیے اور اپنے رویے سے رواداری کا اعلیٰ ثبوت پیش فرمایا۔ ذیل میں تورات میں موجود آپ کی رواداری کے اہم واقعات کا تذکرہ کیا جارہا ہے:

یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائیوں کی رقوم ان کی تھیلیوں میں رکھوانا

جب برادران یوسف اناج کے حصول کے لیے مصر گئے تو جناب یوسف علیہ السلام نے انہیں پہچان لیا اور انہیں جاسوسی کے الزام پر اپنے ہاں تین دن ٹھہرایا۔ چوتھے دن اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ اپنے بھائی بنیامین کو لے کر آئیں تاکہ ان پر سے جاسوسی کا الزام ختم ہو۔ اس کے بدلے ان میں سے ایک بھائی شمعون کو اپنے پاس رکھ لیا۔ مزید براں رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی رقوم پوشیدہ طور پر ان کی اناج کی بوریوں میں رکھوا دی۔ جس کا ذکر تورات میں یوں آیا ہے:

”یوسف نے حکم دیا کہ ملازم اُن کی بوریاں اناج سے بھر کر ہر ایک بھائی کے پیسے اُس کی بوری میں واپس رکھ دیں اور اُنہیں سفر کے لیے کھانا بھی دیں۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر یوسف کے بھائی اپنے گدھوں پر اناج لاد کر روانہ ہو گئے۔ جب وہ رات کے لیے کسی جگہ پر ٹھہرے تو ایک بھائی نے اپنے گدھے کے لیے چارا نکالنے کی غرض سے اپنی بوری کھولی تو دیکھا کہ بوری کے منہ میں اُس کے پیسے پڑے ہیں۔ اس نے اپنے بھائیوں سے کہا، ”میرے پیسے واپس کر دیئے گئے ہیں! وہ میری بوری میں ہیں۔“ یہ دیکھ کر اُن کے ہوش اُڑ گئے۔ کانپتے ہوئے وہ ایک دوسرے کو دیکھنے اور کہنے لگے، ”یہ کیا ہے جو اللہ نے ہمارے ساتھ کیا ہے؟“ ملک کنعان میں اپنے باپ کے پاس پہنچ کر اُنہوں نے اُسے سب کچھ سنایا جو اُن کے ساتھ ہوا تھا۔ اُنہوں نے کہا، اس ملک کے مالک نے بڑی سختی سے ہمارے ساتھ بات کی۔ اُس نے ہمیں جاسوس قرار دیا۔ لیکن ہم نے اُس سے کہا، ’ہم جاسوس نہیں بلکہ شریف لوگ ہیں۔ ہم بارہ بھائی ہیں، ایک ہی باپ کے بیٹے۔ ایک تو مر گیا جبکہ سب سے چھوٹا بھائی اِس وقت کنعان میں باپ کے پاس ہے۔ پھر اُس ملک کے مالک نے ہم سے کہا، ’اِس سے مجھے پتا چلے گا کہ تم شریف لوگ ہو کہ ایک بھائی کو میرے پاس چھوڑ دو اور اپنے بھوکے گھر والوں کے لیے خوراک لے کر چلے جاؤ۔ لیکن اپنے سب سے چھوٹے بھائی کو میرے پاس لے آؤ تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم جاسوس نہیں بلکہ شریف لوگ ہو۔ پھر مَیں تم کو تمہارا بھائی واپس کر دوں گا اور تم اِس ملک میں آزادی سے تجارت کر سکو گے۔ انہوں نے اپنی بوریوں سے اناج نکال دیا تو دیکھا کہ ہر ایک کی بوری میں اُس کے پیسوں کی تھیلی رکھی ہوئی ہے۔ یہ پیسے دیکھ کر وہ خود اور اُن کا باپ ڈر گئے“۔[22]

یوسف علیہ السلام کی میزبانی

یعقوب علیہ السلام نے اپنے شہر کے کچھ تحائف (بلسان، شہد، لادن، مُر، پستہ اور بادام) کے ساتھ اپنے بیٹوں کو مصر روانہ کیا اور اس بات کی تلقین کی کہ بنیامین کو سلامتی سے واپس لے آنا۔ ساتھ ہی وہ رقم جو بوریوں سے نکلی اور اس کے ساتھ مزید رقم بھیجی۔ جب یہ قافلہ دربار میں پہنچا تو جناب یوسف علیہ السلام نے ان کی خوب میزبانی فرمائی جس کا ذکر تورات میں یوں آیا:

"چنانچہ وہ تحفے، دُگنی رقم اور بن یمین کو ساتھ لے کر چل پڑے۔ مصر پہنچ کر وہ یوسف کے سامنے حاضر ہوئے۔ جب یوسف نے بن یمین کو اُن کے ساتھ دیکھا تو اُس نے اپنے گھر پر مقرر ملازم سے کہا، "اِن آدمیوں کو میرے گھر لے جاؤ تا کہ وہ دوپہر کا کھانا میرے ساتھ کھائیں۔ جانور کو ذبح کر کے کھانا تیار کرو۔ بھائیوں کو اُن کی عمر کی ترتیب کے مطابق یوسف کے سامنے بٹھایا گیا۔ یہ دیکھ کر بھائی نہایت حیران ہوئے۔ نوکروں نے اُنہیں یوسف کی میز پر سے کھانا لے کر کھلایا۔ لیکن بن یمین کو دوسروں کی نسبت پانچ گُنا زیادہ ملا۔ یوں اُنہوں نے یوسف کے ساتھ جی بھر کر کھایا اور پیا"۔[23]

یوسف علیہ السلام کا خود کو ظاہر کرنا

یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ وہ بنیامین کو اپنے پاس رکھیں گے باقی تم سب چلے جاؤ۔ جس کے جواب میں یہوداہ بولا کہ اگر آپ اسے اپنے پاس رکھیں گے تو ہمارے باپ پر کیا گزرے گی جو آگے ایک بیٹے کے غم میں مبتلا ہے۔ برادران یوسف نے جناب یوسف علیہ السلام کو اپنے باپ کا حال بتایا جسے سن کر یوسف علیہ السلام اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے اور راز سے پردہ اٹھایا۔ خود کو ظاہر کرنے کے بعد کسی بھی انتقامی کاروائی کا اہتمام نہیں کیا بلکہ رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے بھائیوں کے لیے معافی کا اعلان کیا اور انہیں معاف فرما دیا جس کا ذکر تورات میں یوں بیان ہوا:

"یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا، "مَیں یوسف ہوں۔ کیا میرا باپ اب تک زندہ ہے؟" لیکن اُس کے بھائی یہ سن کر اِتنے گھبرا گئے کہ وہ جواب نہ دے سکے۔ پھر یوسف نے کہا، "میرے قریب آؤ۔" وہ قریب آئے تو اُس نے کہا، "مَیں تمہارا بھائی یوسف ہوں جسے تم نے بیچ کر مصر بھجوایا۔ اب میری بات سنو۔ نہ گھبراؤ اور نہ اپنے آپ کو الزام دو کہ ہم نے یوسف کو بیچ دیا۔ اصل میں اللہ نے خود مجھے تمہارے آگے یہاں بھیج دیا تا کہ ہم سب بچے رہیں۔ یہ کال کا دوسرا سال ہے۔ پانچ اَور سال کے دوران نہ ہل چلے گا، نہ فصل کٹے گی۔ اللہ نے مجھے تمہارے آگے بھیجا تا کہ دنیا میں تمہارا ایک بچا کھچا حصہ محفوظ رہے اور تمہاری جان ایک بڑی مخلصی کی معرفت چھوٹ جائے"۔[24]

یوسف علیہ السلام کا بھائیوں سے باپ کو مصر لانے کی درخواست اور نوازشات کا اعلان

یوسف علیہ السلام نے خود کو ظاہر کرنے کے بعد اپنے بھائیوں سے کلام کیا اور انہیں فرمایا کہ وہ میرے باپ کو جا کر اطلاع دیں کہ ان کا بیٹا یوسف زندہ ہے اور وہ مصر کا حاکم ہے۔ مزید یہ کہ وہ باپ کو یہاں لے آئیں تا کہ آپ سب بمع اہل وعیال اپنی بقیہ زندگی یہاں بسر کریں۔ تورات میں ارشاد ہے:

"اب جلدی سے میرے باپ کے پاس واپس جا کر اُن سے کہو، 'آپ کا بیٹا یوسف آپ کو اطلاع دیتا ہے کہ اللہ نے مجھے مصر کا مالک بنا دیا ہے۔ میرے پاس آ جائیں، دیر نہ کریں۔ آپ جشن کے علاقے میں رہ سکتے ہیں۔ وہاں آپ میرے قریب ہوں گے، آپ، آپ کی آل اولاد، گائے بَیل، بھیڑ بکریاں اور جو کچھ بھی آپ کا ہے۔ وہاں مَیں آپ کی ضروریات پوری کروں گا، کیونکہ کال کو ابھی پانچ سال اَور لگیں گے۔ ورنہ آپ، آپ کے گھر والے اور جو بھی آپ کے ہیں بدحال ہو جائیں گے۔' تم خود اور میرا بھائی بن یمین دیکھ سکتے ہو کہ مَیں یوسف ہی ہوں جو

تمہارے ساتھ بات کر رہا ہوں۔ میرے باپ کو مصر میں میرے اثر و رسوخ کے بارے میں اطلاع دو۔ اُنہیں سب کچھ بتاؤ جو تم نے دیکھا ہے۔ پھر جلد ہی میرے باپ کو یہاں لے آؤ۔" 25

یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائیوں کو بوسہ دینا

جناب یوسف علیہ السلام کی رواداری صرف معافی تک نہ تھی بلکہ آپ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ جب کسی کو معاف کیا جائے تو پھر دل و جان سے اسے معاف کیا جائے۔ لہٰذا آپ نے صرف زبانی معافی پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ اپنے بھائیوں کو سینے سے بھی لگایا اور انہیں بوسہ بھی دیا۔ تورات مقدس میں مذکور ہے کہ:

"یہ کہہ کر وہ اپنے بھائی بن یمین کو گلے لگا کر رو پڑا۔ بن یمین بھی اس کے گلے لگ کر رونے لگا۔ پھر یوسف نے روتے ہوئے اپنے ہر ایک بھائی کو بوسہ دیا۔ اس کے بعد اُس کے بھائی اس کے ساتھ باتیں کرنے لگے"۔26

یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائیوں کو باعزت رخصت کرنا

جناب یوسف علیہ السلام کی شفقت اپنے عروج پر تھی۔ طویل جدائی کے بعد خاندان کا ملنا خاص طور پر اپنے باپ کا دیدار اور ملاقات کا شوق ان کے لیے بہت راحت و سکون کا باعث تھا۔ جناب یعقوب علیہ السلام کو بلوانے کے لیے آپ نے باقاعدہ پرٹوکول کا اہتمام فرمایا اور بھائیوں کو انعام و اکرام کے ساتھ باعزت طریقے سے الوداع کہا۔ تورات مقدس میں ہے:

"یوسف کے بھائیوں نے ایسا ہی کیا۔ یوسف نے انہیں بادشاہ کے حکم کے مطابق گاڑیاں اور سفر کے لیے خوراک دی۔ اُس نے ہر ایک بھائی کو کپڑوں کا ایک جوڑا بھی دیا۔ لیکن بن یمین کو اُس نے چاندی کے 300 سکے اور پانچ جوڑے دیئے۔ اس نے اپنے باپ کو دس گدھے بھجوا دیئے جو مصر کے بہترین مال سے لدے ہوئے تھے اور دس گدھیاں جو اناج، روٹی اور باپ کے سفر کے لیے کھانے سے لدی ہوئی تھیں۔ یوں اُس نے اپنے بھائیوں کو رخصت کر کے کہا، "راستے میں جھگڑا نہ کرنا"۔27

خاندان یوسف کی مصر میں رہائش کا بندوبست

جناب یعقوب اپنے خاندان سمیت مصر تشریف لائے ان کا احسن انداز میں استقبال کیا گیا۔ بادشاہ کے حکم پر آپ نے رعمسیس کے علاقے میں ان کے لیے ان کے رہن سہن کا بندوبست فرمایا۔ مزید ان کی تمام ضروریات زندگی کا خیال رکھا گیا یہاں تک کہ ان کو کاروبار بھی فراہم کیے گئے۔ تورات مقدس میں ہے:

"پھر یوسف نے اپنے باپ اور بھائیوں کو مصر میں آباد کیا۔ اُس نے اُنہیں رعمسیس کے علاقے میں بہترین زمین دی جس طرح بادشاہ نے حکم دیا تھا۔ یوسف اپنے باپ کے پورے گھرانے کو خوراک مہیا کرتا رہا۔ ہر خاندان کو اُس کے بچوں کی تعداد کے مطابق خوراک ملتی رہی"۔28

یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائیوں کو تسلی دینا

جب یعقوب علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو یوسف علیہ السلام کے بھائی ڈر گئے۔ انہوں نے کہا، "خطرہ ہے کہ اب یوسف ہمارا تعاقب کر کے اُس غلط کام کا بدلہ لے جو ہم نے اس کے ساتھ کیا تھا۔ پھر کیا ہو گا؟ یہ سوچ کر انہوں نے یوسف علیہ السلام کو خبر بھیجی کہ ہمارے باپ نے مرنے سے پیشتر ہدایت دی کہ یوسف کو بتانا، اپنے بھائیوں کے اس غلط کام کو معاف کر دینا جو انہوں نے تمہارے ساتھ کیا۔ اب ہمیں جو آپ کے باپ کے خدا کے پیروکار ہیں معاف کر دیں۔" یوسف علیہ السلام یہ خبر سن کر رو پڑے۔ تورات مقدس میں رواداری کے اس تصور پر یوں روشنی ڈالی گئی:

"یہ خبر سن کر یوسف روپڑا۔ پھر اُس کے بھائی خود آئے اور اُس کے سامنے گر گئے۔ انہوں نے کہا، "ہم آپ کے خادم ہیں۔ لیکن یوسف نے کہا، "مت ڈرو۔ کیا میں اللہ کی جگہ ہوں؟ ہرگز نہیں! تم نے مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا تھا، لیکن اللہ نے اُس سے بھلائی پیدا کی۔ اور اب اس کا مقصد پورا ہو رہا ہے۔ بہت سے لوگ موت سے بچ رہے ہیں۔ چنانچہ اب ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہیں اور تمہارے بچوں کو خوراک مہیا کرتا رہوں گا۔ "یوں یوسف نے انہیں تسلی دی اور ان سے نرمی سے بات کی"۔[29]

خالق کائنات نے یوسف علیہ السلام کی جدوجہد کی ابتداء سے انتہاء تک ہر مرحلے پر خوابوں کے ذریعے رہنمائی کی اور انہیں اس کی تعبیر کا علم بھی عطا فرمایا۔ بھائی حسد میں مبتلا ہو کر یہ سوچتے رہے کہ ہم نے کنعان سے نکال کر یوسف علیہ السلام کو باپ کی نظروں سے دور کر دیا۔ لیکن اللہ نے اسی تکلیف کو یوسف علیہ السلام کی ترقی کا راستہ بنا دیا۔ حسد ایسی لعنت ہے جو کہ انبیاء کی اولاد کو بھی سگے بھائیوں کو قتل کرنے کے لیے تیار کر دیتی ہے۔ بھائیوں کا یوسف علیہ السلام پر تشدد، کنویں میں پھینکنا اور قافلے والوں کو فروخت کرنا ان مع العسر یسرا (ہر تکلیف کے بعد آسانی ہے) کے فرمان خداوندی کی روشنی میں اصلاً یوسف کو کنعان سے مصر منتقل کرنے کا ذریعہ بنا۔ اس ساری کہانی سے واضح ہوتا ہے کہ پوری دنیا کی شیطانی طاقتیں جمع بھی ہو جائیں تو وہ رب کے فیصلے کو بدل نہیں سکتیں۔ شر سے بچنے کا ہر راستہ جب بند ہو جائے اور انسان اللہ پر توکل کر کے جدوجہد جاری رکھے تو اللہ بند دروازے کھول دیتا ہے۔ انسان کا کام جہدِ مسلسل کرنا ہے، کس مرحلے کو کتنا طویل ہونا ہے اور کتنی اور کیسی مشکلات آنی ہیں، یہ خالق طے کرتا ہے۔ وہ رسی کے کٹنے تک صبر آزماتا ہے اور پھر گرنے سے پہلے فرشتوں کی مدد اتار دیتا ہے۔ وہ غلامی سے گزار کر آقا بنانے اور تختے سے تخت پر بٹھانے پر قادر ہے۔ وہ ہاتھ لگوائے بغیر تالے کھلواتا ہے اور دشمن کو انجام دکھا کر اہلِ حق کو منزل عطا کرتا ہے۔ اللہ رب العزت اولوالعزم انبیاء اور صالحین کو بچپن سے بڑھاپے تک مسلسل آزمائشوں سے گزارتا ہے۔ آزمائشیں جس قدر طویل ہوتی ہیں، عظمت و رفعت بھی اسی قدر بلند عطا ہوتی ہے۔ اس قصہ سے ایک واضح پیغام یہ بھی ملتا ہے کہ حاسدین کو بالآخر حق کے سامنے جھکنا پڑتا ہے۔ دشمن کی ہر سازش اور حق کے راستے کی ہر تکلیف اہلِ حق کی تربیت اور کامیابی کا زینہ بنتی ہے۔ قصہ یوسف ہمیں سمجھاتا ہے کہ ہر بند دروازہ میں ایک راستہ کھلا ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ اس سب کے باوجود دشمنوں کے لیے کرم نوازی کے دروازے بند نہیں کرنے چاہیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے احوال سے اصول رواداری کا استنباط

ذیل میں ہم تورات میں موجود ابراہیم علیہ السلام کی رواداری کے تذکرے کا ذکر کرتے ہیں:

سدوم اور عمورہ کی تباہی اور ابراہیم علیہ السلام کی رواداری

سدوم اور عمورہ یہ وہ علاقے تھے جہاں لوط علیہ السلام (ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے) کو نبی بنا کر دعوت و تبلیغ کے لیے بھیجا گیا۔ یہ قوم لواطت پرست تھی۔ لوط علیہ السلام کی تبلیغ کے باوجود یہ اپنی خباثت پر قائم رہے۔ خدا نے اس قوم پر عذاب کا فیصلہ کیا تو اس بات پر ابراہیم علیہ السلام کو آگاہ کیا۔ جب ابراہیم نے یہ بات سنی تو اس نے اس قوم سے رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے رب سے التجا کی کہ ان میں نیک لوگ بھی ہوں گے لہٰذا اس بستی پر عذاب نہ دے۔ حالانکہ اس قوم میں نیک لوگ نہ تھے۔ ابراہیم اور خدا کا مکالمہ تورات میں یوں مذکور ہے:

"پھر رب نے کہا، "سدوم اور عمورہ کی بدی کے باعث لوگوں کی آہیں بلند ہو رہی ہیں، کیونکہ اُن سے بہت سنگین گناہ سرزد ہو رہے ہیں۔ مَیں اُتر کر اُن کے پاس جا رہا ہوں تاکہ دیکھوں کہ یہ الزام واقعی سچ ہیں جو مجھ تک پہنچے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو مَیں یہ جاننا چاہتا ہوں۔" دوسرے دو آدمی سدوم کی طرف آگے نکلے جبکہ رب کچھ دیر کے لیے وہاں ٹھہرا رہا اور ابراہیم اُس کے سامنے کھڑا رہا۔ پھر اُس نے قریب آ کر اُس سے بات کی، "کیا تُو راست بازوں کو بھی شریروں کے ساتھ تباہ کر دے گا؟ ہو سکتا ہے کہ شہر میں 50 راست باز ہوں۔ کیا تُو پھر بھی شہر کو برباد کر دے گا اور

اُسے اُن 50 کے سبب سے معاف نہیں کرے گا؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تُو بے قصوروں کو شریروں کے ساتھ ہلاک کر دے؟ یہ تو ناممکن ہے کہ تُو نیک اور شریر لوگوں سے ایک جیسا سلوک کرے۔ کیا لازم نہیں کہ پوری دنیا کا منصف انصاف کرے؟" رب نے جواب دیا، "اگر مجھے شہر میں 50 راست باز مل جائیں تو اُن کے سبب سے تمام کو معاف کر دوں گا۔" ابراہیم نے کہا، "مَیں معافی چاہتا ہوں کہ مَیں نے رب سے بات کرنے کی جرات کی ہے اگرچہ مَیں خاک اور راکھ ہی ہوں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ صرف 45 راست باز اُس میں ہوں۔ کیا تُو پھر بھی اُن پانچ لوگوں کی کمی کے سبب سے پورے شہر کو تباہ کرے گا؟" اُس نے کہا، "اگر مجھے 45 بھی مل جائیں تو اُسے برباد نہیں کروں گا۔" ابراہیم نے اپنی بات جاری رکھی، "اور اگر صرف 40 نیک لوگ ہوں تو؟" رب نے کہا، "مَیں اُن 40 کے سبب سے اُنہیں چھوڑ دوں گا۔" ابراہیم نے کہا، "رب غصہ نہ کرے کہ مَیں ایک دفعہ اَور بات کروں۔ شاید وہاں صرف 30 ہوں۔" اُس نے جواب دیا، "پھر بھی اُنہیں چھوڑ دوں گا۔" ابراہیم نے کہا، "مَیں معافی چاہتا ہوں کہ مَیں نے رب سے بات کرنے کی جرأت کی ہے۔ اگر صرف 20 پائے جائیں؟" رب نے کہا، "مَیں 20 کے سبب سے شہر کو برباد کرنے سے باز رہوں گا۔" ابراہیم نے ایک آخری دفعہ بات کی، "رب غصہ نہ کرے اگر مَیں ایک اور بار بات کروں۔ شاید اُس میں صرف 10 پائے جائیں۔" رب نے کہا، "مَیں اُسے اُن 10 لوگوں کے سبب سے بھی برباد نہیں کروں گا۔" اِن باتوں کے بعد رب چلا گیا اور ابراہیم اپنے گھر کو لوٹ آیا"۔[30]

ابراہیم علیہ السلام کی ابی ملک کے ساتھ رواداری

ابراہیم علیہ السلام نے دعوت و تبلیغ کے لیے مختلف علاقوں میں سفر کیے۔ دوران سفر جرار کے مقام پر انہوں نے بسیرا کیا۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی سارہ بھی تھی۔ اس زمانے میں رواج تھا کہ جس کی بیوی خوبصورت ہوتی اسے قتل کر کے بیوی پر قبضہ جما لیا جاتا تھا۔ اس وجہ سے ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کو حکم دیا کہ وہ ہر کسی کو میری بہن ہونا بتائے۔ جب جرار کے بادشاہ ابی ملک کو اس کا علم ہوا تو اس نے سارہ سے شادی کی نیت سے ان کو محل بلوا لیا۔ تب خدا نے رات کو ابی ملک کی خواب میں آکر اسے آگاہ کیا کہ تو جو کرنے جا رہا ہے وہ غلط ہے۔ ابراہیم نبی ہے اور سارہ اس کی بیوی۔ لہٰذا اس فعل سے باز آ جا ورنہ تجھ پر اور تیری قوم پر موت کا عذاب مسلط کیا جائے گا۔ جب بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے ابراہیم اور سارہ کو بے شمار انعامات سے نوازا۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی شفا کے لیے دعا کی کیونکہ ان کی عورتیں بانجھ ہو چکی تھی۔ تورات مقدس میں ارشاد ہوا:

"ابراہیم وہاں سے جنوب کی طرف دشتِ نجب میں چلا گیا اور قادس اور شُور کے درمیان جا بسا۔ کچھ دیر کے لیے وہ جرار میں ٹھہرا، لیکن اجنبی کی حیثیت سے۔ وہاں اُس نے لوگوں کو بتایا، "سارہ میری بہن ہے۔" اِس لیے جرار کے بادشاہ ابی مَلِک نے کسی کو بھجوا دیا کہ اُسے محل میں لے آئے۔ لیکن رات کے وقت اللہ خواب میں ابی مَلِک پر ظاہر ہوا اور کہا، "موت تیرے سر پر کھڑی ہے، کیونکہ جو عورت تُو اپنے گھر لے آیا ہے وہ شادی شدہ ہے۔" اصل میں ابی مَلِک ابھی تک سارہ کے قریب نہیں گیا تھا۔ اُس نے کہا، "میرے آقا، کیا تُو ایک بے قصور قوم کو بھی ہلاک کرے گا؟ کیا ابراہیم نے مجھ سے نہیں کہا تھا کہ سارہ میری بہن ہے؟ اور سارہ نے اُس کی ہاں میں ہاں ملائی۔ میری نیت اچھی تھی اور مَیں نے غلط کام نہیں کیا۔" اللہ نے کہا، "ہاں، مَیں جانتا ہوں کہ اِس میں تیری نیت اچھی تھی۔ اِس لیے مَیں نے تجھے میرا گناہ کرنے اور اُسے چھونے سے روک دیا۔ اب اُس عورت کو اُس کے شوہر کو واپس کر دے، کیونکہ وہ نبی ہے اور تیرے لیے دعا کرے گا۔ پھر تُو نہیں مرے گا۔ لیکن اگر تُو اُسے واپس نہیں کرے گا تو جان لے کہ تیری اور تیرے لوگوں کی موت یقینی ہے۔" ابی مَلِک نے صبح سویرے اُٹھ کر اپنے تمام کارندوں کو یہ سب کچھ بتایا۔ یہ سن کر اُن پر دہشت چھا گئی۔ پھر ابی مَلِک نے ابراہیم کو بُلا کر کہا، "آپ نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے؟ مَیں نے آپ کے ساتھ کیا غلط کام کیا کہ

آپ نے مجھے اور میری سلطنت کو اِتنے سنگین جرم میں پھنسا دیا ہے؟ جو سلوک آپ نے ہمارے ساتھ کر دکھایا ہے وہ کسی بھی شخص کے ساتھ نہیں کرنا چاہئے۔ آپ نے یہ کیوں کیا؟" ابراہیم نے جواب دیا، "مَیں نے اپنے دل میں کہا کہ یہاں کے لوگ اللہ کا خوف نہیں رکھتے ہوں گے، اِس لیے وہ میری بیوی کو حاصل کرنے کے لیے مجھے قتل کر دیں گے۔ حقیقت میں وہ میری بہن بھی ہے۔ وہ میرے باپ کی بیٹی ہے اگرچہ اُس کی اور میری ماں فرق ہیں۔ یوں مَیں اُس سے شادی کر سکا۔ پھر جب اللہ نے ہونے دیا کہ مَیں اپنے باپ کے گھرانے سے نکل کر اِدھر اُدھر پھروں تو مَیں نے اپنی بیوی سے کہا، 'مجھ پر یہ مہربانی کر کہ جہاں بھی ہم جائیں میرے بارے میں کہہ دینا کہ وہ میرا بھائی ہے'۔" پھر ابی مَلِک نے ابراہیم کو بھیڑ بکریاں، گائے بَیل، غلام اور لونڈیاں دے کر اُس کی بیوی سارہ کو اُسے واپس کر دیا۔ اس نے کہا، "میرا ملک آپ کے لیے کھلا ہے۔ جہاں جی چاہے اُس میں جا بسیں۔" سارہ سے اُس نے کہا، "مَیں آپ کے بھائی کو چاندی کے ہزار سِکے دیتا ہوں۔ اِس سے آپ اور آپ کے لوگوں کے سامنے آپ کے ساتھ کیے گئے ناروا سلوک کا ازالہ ہو اور آپ کو بے قصور قرار دیا جائے۔" تب ابراہیم نے اللہ سے دعا کی اور اللہ نے ابی مَلِک، اُس کی بیوی اور اُس کی لونڈیوں کو شفا دی، کیونکہ رب نے ابی مَلِک کے گھرانے کی تمام عورتوں کو سارہ کے سبب سے بانجھ بنا دیا تھا۔ لیکن اب اُن کے ہاں دوبارہ بچے پیدا ہونے لگے"۔[31]

یعقوب علیہ السلام کے احوال سے اصول رواداری کا استنباط

حضرت یعقوب علیہ السلام کی حیات مبارکہ سے رواداری کے درج ذیل اہم پہلو نمایاں ہوتے ہیں:

یعقوب اور عیسو کا جھگڑا اور تصور رواداری

حضرت اسحاق کی عمر 40 برس تھی، جب ان کی شادی، ربقہ سے ہوئی، جو بیتوایل کی بیٹی اور لابن کی بہن تھی۔ شادی کے پہلے 20 برس تک ان کی اولاد نہ ہوئی تب حضرت اسحاق نے دعا کی۔ عیسو اور یعقوب دو بیٹے پیدا ہوئے۔ کتاب پیدائش کا بیان ہے کہ یہ دونوں پیٹ میں ہی ایک دوسرے کے دشمن تھے، جب پیدا ہوئے تب بھی ایک کا پاؤں دوسرے کے ہاتھ میں تھا۔ تب ہی خدا کی طرف سے بتا دیا گیا کہ یہ دونوں دو قوموں کے سردار ہوں گے۔ عیسو پہلوٹھا بچہ تھا۔ یہودیت میں پہلوٹھا یعنی سب سے پہلا پیدا ہونے والا لڑکا ہی اپنے باپ کی وراثت کا زیادہ حق دار ہوتا تھا، اس کو ہی باپ کے بعد، سرداری یا اگر باپ نبی ہے تو نبوت ملتی تھی۔ عہد نامہ قدیم کی روایت کے مطابق ایک بار عیسو نے بھوک کی شدّت سے مجبور ہو کر کھانے کے لیے اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق، چھوٹے بھائی کو بیچ دیا تھا۔ اس لیے اب وہ ہی باپ کا جانشین ہو سکتا تھا، خود اسحاق نبی بھی عیسو کو چاہتے تھے، مگر ان کی بیوی ربقہ چھوٹے بیٹے یعقوب کو، مسیحی روایات کے مطابق جب نبی اسحاق بوڑھے اور نابینا ہو گئے تو انھوں نے عیسو کو کہا کہ جا کر شکار کر لا اور مجھے کھلا تاکہ تجھے دعا دوں۔ ربقہ سمجھ گئی کہ یہ اب عیسو کو جانشین بنانے لگے ہیں ان نے یعقوب کو کہا کہ بکری ذبح کر کے باپ کو کھلا اور بکری کی کھال یعقوب کے جسم پر لپیٹ دی، کیوں کہ عیسو کے جسم پر بال تھے۔ عیسو سے پہلے ہی یعقوب کھانا لے کر باپ کے پاس پہنچ گیا، وہ نابینا تھے اس لیے چھو کو دیکھا تو جسم پر بال محسوس ہوئے، کھانا کھا کر رواج کے مطابق جانشینی کی دعا دی، اس کے بعد عیسو آیا اور تب اسحاق و عیسو کو پتہ چلا کہ، یعقوب دھوکے سے جانشین بن چکا ہے۔ اس پر عیسو نے باپ کے بعد یعقوب کو مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ یہ جھگڑا برس ہا برس چلتا رہا۔ یعقوب کو خبر ملی کی عیسو 400 آدمیوں کے ساتھ یعقوب پر حملہ کرنے آرہا ہے۔ کئی برسوں بعد جب دونوں بھائیوں کی ملاقات ہوئی تو دونوں بھائیوں کی رواداری قابل دید تھی۔ تورات مقدس میں ارشاد ہوا:

"200 بکریاں، 20 بکرے، 200 بھیڑیں، 20 مینڈھے، 30 دودھ دینے والی اونٹنیاں بچوں سمیت، 40 گائیں، 10 بَیل، 20 گدھیاں اور 10 گدھے۔ اُس نے اُنہیں مختلف ریوڑوں میں تقسیم کر کے اپنے مختلف نوکروں کے سپرد کیا اور اُن سے کہا، "میرے آگے آگے چلو لیکن ہر ریوڑ

کے درمیان فاصلہ رکھو۔" جو نوکر پہلے ریوڑ لے کر آگے نکلا اُس سے یعقوب نے کہا، "میرا بھائی عیسَو تم سے ملے گا اور پوچھے گا، 'تمہارا مالک کون ہے؟ تم کہاں جا رہے ہو؟ تمہارے سامنے کے جانور کس کے ہیں؟' جواب میں تمہیں کہنا ہے، 'یہ آپ کے خادم یعقوب کے ہیں۔ یہ تحفہ ہیں جو وہ اپنے مالک عیسَو کو بھیج رہے ہیں۔ یعقوب ہمارے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں'۔ یعقوب نے یہی حکم ہر ایک نوکر کو دیا جسے ریوڑ لے کر اُس کے آگے آگے جانا تھا۔ اُس نے کہا، "جب تم عیسَو سے ملو گے تو اُس سے یہی کہنا ہے۔ تمہیں یہ بھی ضرور کہنا ہے، 'آپ کے خادم یعقوب ہمارے پیچھے آ رہے ہیں'۔" کیونکہ یعقوب نے سوچا، 'مَیں اِن تحفوں سے اُس کے ساتھ صلح کروں گا۔ پھر جب اُس سے ملاقات ہو گی تو شاید وہ مجھے قبول کر لے۔' یوں اُس نے یہ تحفے اپنے آگے آگے بھیج دیئے۔ لیکن اُس نے خود خیمہ گاہ میں رات گزاری۔ [32] پھر عیسَو اُن کی طرف آتا ہوا نظر آیا۔ اُس کے ساتھ 400 آدمی تھے۔ اُنہیں دیکھ کر یعقوب نے بچوں کو بانٹ کر لیاہ، راخل اور دونوں لونڈیوں کے حوالے کر دیا۔ اُس نے دونوں لونڈیوں کو اُن کے بچوں سمیت آگے چلنے دیا۔ پھر لیاہ اُس کے بچوں سمیت اور آخر میں راخل اور یوسف آئے۔ یعقوب خود سب سے آگے عیسَو سے ملنے گیا۔ چلتے چلتے وہ سات دفعہ زمین تک جھکا۔ لیکن عیسَو دوڑ کر اُس سے ملنے آیا اور اُسے گلے لگا کر بوسہ دیا۔ دونوں رو پڑے۔ پھر عیسَو نے عورتوں اور بچوں کو دیکھا۔ اُس نے پوچھا، "تمہارے ساتھ یہ لوگ کون ہیں؟" یعقوب نے کہا، "یہ آپ کے خادم کے بچے ہیں جو اللہ نے اپنے کرم سے نوازے ہیں۔" دونوں لونڈیاں اپنے بچوں سمیت آ کر اُس کے سامنے جھک گئیں۔ پھر لیاہ اپنے بچوں کے ساتھ آئی اور آخر میں یوسف اور راخل آ کر جھک گئے۔ عیسَو نے پوچھا، "جس جانوروں کے بڑے غول سے میری ملاقات ہوئی اُس سے کیا مراد ہے؟" یعقوب نے جواب دیا، "یہ تحفہ ہے تاکہ آپ کا خادم آپ کی نظر میں مقبول ہو۔" لیکن عیسَو نے کہا، "میرے بھائی، میرے پاس بہت کچھ ہے۔ یہ اپنے پاس ہی رکھو۔" یعقوب نے کہا، "نہیں جی، اگر مجھ پر آپ کے کرم کی نظر ہے تو میرے اِس تحفے کو ضرور قبول فرمائیں۔ کیونکہ جب مَیں نے آپ کا چہرہ دیکھا تو وہ میرے لیے اللہ کے چہرے کی مانند تھا، آپ نے میرے ساتھ اِس قدر اچھا سلوک کیا ہے۔ مہربانی کر کے یہ تحفہ قبول کریں جو مَیں آپ کے لیے لایا ہوں۔ کیونکہ اللہ نے مجھ پر اپنے کرم کا اظہار کیا ہے، اور میرے پاس بہت کچھ ہے۔" یعقوب اصرار کرتا رہا تو آخرکار عیسَو نے اُسے قبول کر لیا۔ پھر عیسَو کہنے لگا، "آؤ، ہم روانہ ہو جائیں۔ مَیں تمہارے آگے آگے چلوں گا۔" یعقوب نے جواب دیا، "میرے مالک، آپ جانتے ہیں کہ میرے بچے نازک ہیں۔ میرے پاس بھیڑ بکریاں، گائے بَیل اور اُن کے دودھ پینے والے بچے بھی ہیں۔ اگر مَیں اُنہیں ایک دن کے لیے بھی حد سے زیادہ ہانکوں تو وہ مر جائیں گے۔ میرے مالک، مہربانی کر کے میرے آگے آگے جائیں۔ مَیں آرام سے اُسی رفتار سے آپ کے پیچھے پیچھے چلتا رہوں گا جس رفتار سے میرے مویشی اور میرے بچے چل سکیں گے۔ یوں ہم آہستہ چلتے ہوئے آپ کے پاس سعیر پہنچیں گے۔" عیسَو نے کہا، "کیا مَیں اپنے آدمیوں میں سے کچھ آپ کے پاس چھوڑ دوں؟" لیکن یعقوب نے کہا، "کیا ضرورت ہے؟ سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ نے مجھے قبول کر لیا ہے"۔[33]

خلاصہ کلام

تورات میں رواداری کے پیغمبرانہ مظاہر کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگیوں میں برداشت، عفو و درگزر، اور انسانیت نوازی جیسے اعلیٰ اخلاقی اوصاف نمایاں تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مختلف اقوام اور عقائد کے لوگوں سے نرمی، دعوت اور مہمان نوازی کے ذریعے تعلق قائم کیا، جبکہ حضرت اسحاق علیہ السلام نے اپنی پرامن طبیعت اور جھگڑوں سے اجتناب کے ذریعے رواداری کی عملی مثال قائم کی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کی زیادتیوں کو معاف کر کے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کر کے انتقامی جذبے کی نفی کی اور حقیقی رواداری کا درس دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہ صرف فرعون جیسے جابر حکمران سے صبر کے ساتھ مکالمہ کیا بلکہ بنی اسرائیل کی مسلسل نافرمانیوں کے باوجود ان کی رہنمائی اور شفاعت کرتے رہے۔ ان انبیاء کی حیاتِ مبارکہ اس بات کی مظہر ہے کہ تورات میں

رواداری محض ایک اخلاقی تصور نہیں، بلکہ پیغمبرانہ مشن کا بنیادی ستون ہے، جس کا پیغام آج بھی بین المذاہب ہم آہنگی اور عالمی امن کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

سفارشات وتجاویز

- تورات میں موجود رواداری کے پیغمبرانہ مظاہر کو بنیاد بنا کر یہودی، عیسائی اور مسلم مکاتب فکر کے درمیان باہمی احترام، مکالمے اور تعاون کو فروغ دینا چاہیے۔
- مدارس، جامعات اور دینی اداروں کے نصاب میں تورات اور دیگر آسمانی صحائف میں موجود اخلاقی تعلیمات اور رواداری کے پہلوؤں کو شامل کیا جائے تاکہ بین المذاہب ہم آہنگی کو تقویت ملے۔
- مختلف مذاہب کے رہنماؤں اور اسکالرز کے لیے تربیتی پروگرامز ترتیب دیے جائیں جن میں تورات میں موجود پیغمبرانہ برداشت کی عملی مثالوں کو زیرِ بحث لایا جائے۔
- جامعات اور تحقیقی اداروں کو چاہیے کہ وہ اس موضوع پر مزید تحقیق کریں تاکہ تورات کے اخلاقی و معاشرتی پہلوؤں پر جدید علمی و سماجی تناظر میں روشنی ڈالی جا سکے۔
- موجودہ دور میں مذہبی شدت پسندی اور عدم برداشت کے رجحانات کے مقابلے کے لیے تورات میں موجود انبیاء کی تعلیمات کو بطور "مثبت بیانیہ" پیش کیا جائے۔
- بین الاقوامی سطح پر بین المذاہب تحقیقی سیمینارز اور کانفرنسز کا انعقاد کیا جائے جہاں تورات میں رواداری کو موضوعِ بحث بنایا جائے۔[34]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography

[1] Kiranvi, Waheed al-Zaman. *Al-Qamus al-Jadid*. Lahore: Idara Islamiyat, s.n., p. 541.
[2] Amrohi, Naseem. *Jami‘ Qism al-Lughat*. Lahore: Sheikh Ghulam ‘Ali and Sons, 1955, p. 815.
[3] Tolarance, Merriam Webster.com 20193
[4] Encyclopedia of Britanica ,1947, V10, p 400
[5] Ibn Manzur, Abu al-Fazl, Muhammad bin Mukarram. *Lisan al-‘Arab*. Beirut: Dar Sadr, 1414 AH, vol. 14, p. 255.
[6] Oxford English Dictionary,V 11, P 2206
[7] Maududi, Abu al-A‘la. *Tafhimat*. Lahore: Idara Tarjuman al-Qur’an, 1972, vol. 1, p. 114.
[8] *Khurooj* 20:7–25.
[9] *Khurooj* 8:1–15.
[10] *Khurooj* 8:16–19.
[11] *Khurooj* 8:20–32.
[12] *Khurooj* 9:1–7.
[13] *Khurooj* 9:8–12.
[14] *Khurooj* 9:13–35.
[15] *Khurooj* 10:1–20.
[16] *Khurooj* 10:21–29.
[17] *Khurooj* 32:30–32.

[18] *Istisna* 9:15–19.
[19] *Ginti* 21:4–9.
[20] *Ginti* 14:17–20.
[21] *Ginti* 11:1–3.
[22] *Peda'ish* 42:25–35.
[23] *Peda'ish* 43:32–34.
[24] *Peda'ish* 45:3–7.
[25] *Peda'ish* 45:9–13.
[26] *Peda'ish* 45:14–15.
[27] *Peda'ish* 45:21–24.
[28] *Peda'ish* 47:11–12.
[29] *Peda'ish* 21:17–21.
[30] *Peda'ish* 18:20–33.
[31] *Peda'ish* 20:1–18.
[32] *Peda'ish* 32:14–21.
[33] *Peda'ish* 33:1–15.